تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُمّت مُسلمہ



مؤلف

مولوی محمد ارشاد علی

حیدرآباد

تفصیلات طباعت

نام کتاب	تعظیم مصطفیٰ ﷺ اور اُمّت مسلمہ
مؤلف	محمد ارشاد علی مولوی عالم (نظامیہ)
صفحات	۱۵
اشاعت	جون ۲۰۲۱
قیمت	مُفت
اہتمام	صاحبزادہ محمد طاہر علی
ای میل	islahitohfa@gmail.com

مزید موضوعات

https://islahitohfa.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

تعظیم مصطفیٰ ﷺ اور اُمّت مُسلمہ

اسلام میں احکام شریعت کے ساتھ تعظیم و تکریم کی بڑی اہمیت اور تاکید ہے۔ چنانچہ ہر باعظمت چیز کے آداب مقرر ہیں۔ جیسے قرآن کریم کے آداب، انکو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ بے وضو اسکو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ خانہ کعبہ کے آداب ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اسکی طرف چہرہ و پیٹھ کر کے قضاء حاجت (پیشاب یا پاخانے) کرنا درست نہیں ہے۔ مسجد کے آداب ہیں ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

اسی طرح اہل بیت کرام، صحابہ عظام، والدین، اساتذہ، مرشدین، علماء کرام، اور عبادات کے آداب ہیں۔ ان سب کا ادب بجالانا قانون شریعت ہے۔ ان میں سے کسی کے ادب میں کمی رہ جائے تو اُسکی قضاء و کفارہ معافی ہے۔ لیکن تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی رہ جاتی ہے تو کوئی قضاء نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ سورۃ [الفتح: ۸ - ۹] ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۞ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۞﴾ (اے حبیب بے شک ہم نے آپکو گواہی دینے والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، تاکہ اے

لوگوں تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی مدد کرو اور دل سے انکی تعظیم کرو اور اللہ کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔

اس مذکورہ آیت کریمہ میں یہ حکم دیا جارہاہے کہ رسول ﷺ پر سچے دل سے ایمان لاؤاور ان کی ہر طرح سے مدد کرو اور اسکے ساتھ ساتھ آپکی تعظیم و تکریم کو ہمیشہ ملحوظ رکھو کہ اس میں تھوڑی بھی کوتاہی بھی نہ ہونے پائے۔کیونکہ ایسی کوتاہی اللہ تعالیٰ کے پاس ناپسند ہے۔ تعظیم نبی ﷺ ہی کامرانی کی ضامن ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ الاعراف -۱۵۷ ﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾- (پس جو لوگ رسول کریم صلی اللہ پر ایمان لائے اور انکی تعظیم بجالائے اور انکی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپکے ساتھ نازل کیا گیا تو یقیناً یہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔

اس آیت مبارک سے صاف ظاہر ہے کہ تعظیم مصطفیٰ کے بغیر نجات وکامیابی ممکن ہی نہیں ہے۔اہل علم جانتے ہیں کہ اس جملہ کو کئی تاکیدی کلمات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔اور یہ اسبات کی دلیل ہے کہ نجات وکامیابی صرف آپکے ادب واحترام تعظیم وتوقیر میں پوشیدہ ہے۔آقاء کریم کی تعظیم وتکریم اصل ایمان ہے۔اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ تم کبھی کسی معاملہ میں میرے حبیب ﷺ کے آگے نہ بڑھو۔ سورۃ الحجرات آیت : ا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول سے آگے

نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ اس آیت شریفہ میں نبی کریم کے قول و فعل میں آگے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام نے تعمیل حکم خداوندی کے جذبہ اور مسلمان بھائیوں کی ضیافت کی نیت سے ، نبی کریم سے قبل اپنی قربانی کردی فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ میرے محبوب سے پہلے کوئی اگر قربانی کرتا ہے تو وہ ہماری بارگاہ میں قبول نہیں۔ ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ نبی مسلم پہلے قربانی کرے پھر مسلمان اپنی قربانی کرلیں تو وہ قبول ہے۔ عبادات خداوندی میں بھی تعظیم و توقیر ﷺ ضروری ہے۔ اللہ رب العالمین امت محمدیہ کو آداب رسالت کی تعلیم دے۔

سورہ حجرات ــ۲ میں ارشاد فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو) آقاء دوجہاں ﷺ کی بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ آپ کی آواز سے کسی کی آواز بلند نہ ہو۔ یعنی نہایت ہی دبی ہوئی آواز میں گفتگو ہو۔ کسی مسلمان کیلیئے یہ جائز نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبت میں دائرہ ادب سے تجاوز کرے۔ ارشاد باری ہے سورۃ الحجرات (۲) ﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (اور رسول سلم سے ایسا نہ بولو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو۔

اونچی آواز میں بے تکلّفی کے ساتھ آپ سے گفتگو کرنا منع ہے۔ لہجے میں سختی اور آواز میں بلندی آداب رسول کے خلاف ہے۔ ہماری تحریر، تقریر و گفتگو میں ایسے الفاظ ہی کا استعمال ہو کہ آپ کے شایان شان ہو۔ آپکے لئے جن الفاظ کا اور جن القاب کا انتخاب کیا جاتا ہے ان ہی سے متکلّم کی فکر ظاہر ہوتی ہے اور اس سے ایمان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

اللہ رب العزت جو ساری کائنات کا خالق ہے اپنے حبیب کو انتہائی محبت والے القاب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے۔يَا أَيُّهَا الرَّسُول (اے رسالت پر فائز ہونے والے)، يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ (اے نبوت کے مقام پر فائز)، يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (اے چادر اوڑھنے والے)، يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (اے کپڑے کو لیٹنے والے)۔ لیکن دیگر انبیاء کرام کو اُن کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے۔يَا آدَمُ، يا نُوحُ، يا اِبْرَاهِيمُ، ياموسیٰ، يا دَاوُدُ، يا ذَكَرِيّاَ۔ یہ شان مصطفیٰ ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب کو نام لیکر خطاب نہیں کیا بلکہ جب بھی خطاب کیا القاب یا اوصاف سے خطاب کیا اس سے اُمّت کو یہ درس دینا مقصود ہے کہ اپنے نبیؐ کیلئے القاب والے الفاظ کا انتخاب ہو۔ جن سے آپکی عظمت ظاہر ہو یہاں تک کہ اللہ کے دستور میں ہے کہ نام محمدؐ ذکر ہو تو ان پر درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ ان تمام آیات مبارکہ سے ادب مصطفیٰ تعظیم مجتبیٰ، توقیر مرتضیٰ کا حکم سارے مسلمانوں کیلئے ثابت ہوتا ہے۔ اگر اس میں کمی ہو جاتی ہے تو ہماری ساری زندگی کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں ارشاد باری ہے ﴿ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ

﴿وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ [الحجرات: ٢] (اے مومنون) نبی صلعم کی بے ادبی اور گلستاخی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر نہ ہو۔

ان کلمات میں انتہائی سخت وعید ہے ہمارے سارے نیک اعمال اگر برباد ہو جائیں تو نہ ہماری دنیا اچھی رہے گی نہ قبر بہتر رہے گی نہ محشر بہتر ہوگا۔ اللہ بے ادبی سے حفاظت فرمائے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ جب عُروَہ بن مسعود نے مقام حدیبیہ میں صحابہ کی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنے کافر ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ مسلمانوں سے ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے اسلئے کہ میں نے بادشاہ روم، ایران اور بادشاہ حبشہ کا ادب واحترام کرتے ہوئے اسکے درباریوں کو دیکھا ہے۔ خدا کی قسم میں نے آج تک دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی تعظیم و تکریم اس قدر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر محمدؐ عربی کی تعظیم و تکریم آپکے صحابہ کرام کو کرتے دیکھا۔

تعظیم اور احترام کا ایک نمونہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب آپ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ اس بات سے قریب ہوئے کہ وہ آپ کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کیلئے لڑ پڑتے۔ خدا کی قسم اگر وہ تھوکتے تو صحابہ اسکو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے اور برکت حاصل کر نیکی غرض سے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے۔ اسلئے عُروَہ بن مسعود نے کہا جو قوم اپنے سردار کی ایسی عزت کرتی ہو تو اس قوم سے

مقابلہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے قلب میں عظمت مصطفیٰ ایسی ڈالی کہ جس کی مثال سابق ہیں نہیں ملتی۔

اسی طرح حیوان بھی حضور کی عظمت بجالاتے حدیث شریف میں اسطرح آتا ہے کہ حضرت جابر نے فرمایا کہ ایک اونٹ رسول صلعم کی بارگاہ میں آکر سجدہ کیا صحابہ کرام نے جب یہ منظر دیکھا تو حضور کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے یارسول اللہ ہم ان حیوانوں سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ کی تعظیم بجالانے اور سجدہ کرنے تو آپ نے فرمایا کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ نے حیوانات کے دلوں میں آپکی تعظیم اور تکریم ڈال دی ہے اور ہم تو غلامان مصطفیٰ ہیں آپکے بغیر نہ دنیا، نہ قبر، نہ حشر میں کہیں بھی ہمکو نجات اور کامیابی نہیں مل سکتی۔

اللہ رب العزت ہمارے قلوب کو تعظیم رسول و محبت رسول ﷺ سے سرشار فرمائے آمین۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خاتَمُ الانبیاء، سید العرب و العجم، سیدالمرسلین، امام المتقین، سید الکونین، سیدالثقلین، امام القبلتین، شفیع الخلائق، سرور کائنات، فخر موجودات، وجہ تخلیق کائنات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

ذات عالی پہ بار بار درود - بار بار بے شمار درود
ان کا سایہ اک تجلی - ان کا نقش پا چراغ

قلم میرا قاصر، زبان میری عاجز
محمد کی عظمت بتاؤں میں کیسے ؟

حُلیہ شریف و سراپائے مبارک ﷺ

حضور اکرم ﷺ کو لکھنا چاہتا ہوں لیکن حضور اقدس کے جمال مبارک کو جیسا چاہیے ویسا دکھانا بشری طاقت سے باہر ہے۔نور مُجسّمؐ کی تصویر کھینچنا ہم جیسے ناقص انسانوں سے کیسا ہو سکتا ہے، لیکن بالکل سراپائے مبارک کا ذکر نہ کرنا یہ بھی مناسب نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اُنھوں نے حضور ﷺ کے علوم و معارف جس طرح ظاہر کئے ہیں اسی طرح حضورؐ کے جمال مبارک کو بھی اپنی طاقت کے موافق ظاہر کر دیے ہیں تا کہ اُمّت حضورؐ کے سراپائے مبارک کو پیش نظر رکھے اور درود شریف پڑھتے وقت سراپائے مبارک کا تصور کر کے اپنے مایوس دل کو تسلی دیا کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے مرتبے والے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپکے نور مبارک میں راحت اور آرام تھا۔ اور آپ کا چہرہ مبارک صرف سفید ہی تھا بلکہ اس میں ملاحت ہونیکی وجہ سے بے حد حسین معلوم ہوتا تھا۔ آپ کا قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن زیادہ لامبے قد والے سے پست تھا۔

جب کوئی لامبے قد والے آپکے ساتھ چلتے تو آپ کا معجزہ تھا کہ آپ ان لامبے قد والوں سے آپ کا قدم دراز معلوم ہوتا تھا۔ سرے مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بال مبارک کان کے لو تک رہتے اور کبھی نصف گردن تک پہنچ جاتے تھے اور کبھی اس سے بھی تجاوز کر جاتے تھے تو آخر گردن تک پہنچ جاتے اس سے زیادہ کبھی آگے نہیں پڑھتے تھے۔ آپ کا رنگ نہایت چمکدار اور پیشانی کشادہ اور آپکے آبرو خمدار (بھنویں خوبصورتی سے مڑی ہوئی یا کمان کی شکل والی) باریک و گنجان تھے۔ دونوں آبرو جدا جدا تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصّے کے وقت اُبھر جاتی تھی۔ آپکی ناک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک اور نور تھا۔ ابتداءً دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھا تھا۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ حسن اور چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی تھی۔ ورنہ فی نفسہ سے زیادہ بلند نہیں تھیں۔

آپکی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی۔آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ جب آپکی طرف نظر کرو تو یوں معلوم ہوتا تھا سرمہ لگا ہوا ہے حالانکہ سرمہ لگا ہوا نہ ہوتا۔آپ جیسا سامنے دیکھتے تھے ویسے ہی آپ پیچھے بھی دیکھتے تھے۔ رخسار مبارک ہموار تھے نہ اُبھرے ہوئے تھے نہ لٹکے ہوئے تھے۔آپ کا دہن مبارک (مبارک منہ) اعتدال کے ساتھ کشادہ تھا۔آپ کے دندان مبارک باریک اور آبدار (روشن) تھے۔ تبسم کے وقت تمام دانت، نور کے عکس سے روشن ہو جاتے تھے۔آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر کو آپ سے زیادہ فصیح اور خوش آواز پیدا نہیں کیا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔آپکی گردن مبارک خوبصورت تھی۔ اور اُسکا رنگ چاندی جیسا سفید اور صاف تھا۔ آپکے سب اعضا نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے۔اور بدن گٹھا ہوا تھا پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے۔ لیکن سینہ مبارک فراغ اور چوڑا تھا۔آپکے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے فصل تھا۔آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔اور یہ آپکے خاتم النبیین ہونیکی علامت تھی۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں۔ جو قوت کی دلیل ہوتی ہے۔ ناف اور سینہ مبارک کے درمیان بالوں کی ایک لکیر تھی۔ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔البتہ دونوں بازوں اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصّہ پر بال تھے۔ آپکی کلائیاں دراز تھیں اور

ہتھیلیاں فراخ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گراز اور پر گوشت تھے۔ ہاتھ اور پاوں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ دراز تھیں۔

آپکے تلوے کسی قدر گہرے تھے۔ اور قدم ہموار تھے۔ جب آپ چاہتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔ قدم مبارک زمین پر آہستہ پڑتا تھا اور آپ کسی قدر تیز رفتار تھے۔ اور کشادہ قدم رکھتے تھے۔ جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں اور جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے، آپکی نظر نیچی رہتی تھی۔

عادت شریف شرم وحیا کیوجہ سے زمین ہی کی طرف نگاہ رکھتے ہے۔ لیکن چونکہ وحی کا بھی انتظار رہتا تھا اسلئے اسکے انتظار میں گاہ بگاہ آسمان کی طرف بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔ آپکی عادت شریفہ عموماً گوشہ و چشم سے دیکھنے کی تھی۔ یعنی شرم وحیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلنے میں صحابہ کو آگے رکھتے تھے۔ جس سے ملتے، سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے تھے۔

دیگر تفصیلات:

۱. رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مارک

۱۲ ربیع الأول، عام الفیل مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۰ء۔

۲. تاریخ نبوّت - ۱۰ اگسٹ ۶۱۰ء تاریخ وحی، تاریخ نبوت ایک ہی ہے۔

۳. مدت قیام مکّہ مکرّمہ -- ۱۳سال ۶۱۰ء سے ۶۲۲ء

۴. ہجرت مبارکہ - ۸ ربیع الاول ، ۱۴ نبوی، ۲۳ سپٹمبر ۶۲۲ء مگر چونکہ قمری ماہ محرم ہے اسلئے تاریخ کا تعین یکم محرم ۱۵جون ۶۲۲ء ہے۔ یعنی دو ماہ اور ۸ دن پیچھے ہٹ کر اس کا تعین کیا گیا۔

۵. مدت قیام مدینہ منورہ— ۶۲۲ء سے ۶۳۲ء ۱۰سال

۶. جملہ مدت نبوت = ۲۳سال ہے۔

۷. تاریخ وفات - ۱۲ربیع الاول ۱۱ ہجری ۱۸جون ۶۳۲ء بوقت زوال بروز دوشنبہ، بمقام مدینہ منورہ لعمر ۶۳ سال۔

نوٹ : بوقت وفات، اندرون جزیرہ عرب، اسلام/۳۰ لاکھ مربع میل تک پھیل چکا تھا۔

یہ سوچو کہ نور ہدایت کا پرچم - جناب محمدؐ نے کیسے اُڑایا
یہ سوچو کہ دبتوں کو کیسے ابھارا - سوچو کہ گرتوں کو کیسے اٹھایا

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ -- تشریح :-

۱. احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ (باب سمع سے) حَمِدَ – یَحْمَدُ تعریف کرنا۔ بربناء فضیلت - حمداً مصدر۔

۲. مجتبیٰ —(**باب افتعال**)اِجتَبیٰ یَجْتَبِي : اِجْتِبَاءً = **پسند کرنا۔ چن لینا۔**

۳. مُجْتَبِی -**اسم فاعل**،مُجْتَبیٰ -**اسم مفعول- پسند کیا ہوا، منتخب کیا ہوا۔**

۴. مُحَمّدٌ —(**باب تفعیل**)حَمَّدَ - یُحْمِدُ تَحْمِیداً- **بار بار تعریف کرنا**۔مُحَمِّدٌ **اسلم فاعل**،مُحَمَّدٌ -**اسم مفعول- تعریف کیا ہوا۔**

۵. مصطفی - (**باب افتعال**)اِصْطَفَی - یَصْطَفی - اِصْطِفَاءً **منتخب کرنا پسند کرنا-** مصطفی -**اسم مفعول منتخب کیا ہوا۔**

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف و جملہ معاونین و اہل و عیال کو اجر کثیر سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کا یقین، عقل سلیم اور فکر مستقیم عطا فرمائے۔

مؤلف

قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام (عثمانیہ)

ڈی۔ یف۔ ی۔ ناگپور کالج

مؤلف کتاب "اصلاحی تحفہ" خادم تدریس القرآن

باہتمام

صاحبزادہ محمد طاہر علی